رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کرونگا دُور اس سے سب اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزالاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

جلد ۶ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۲۰ء مطابق ۲۲ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۱۳

فاروقی خضاب

خضابوں کے اشتہار سے ہندوستان کے اخبار بھرے پڑے ہیں۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک آنچ کی کسر سب میں نکالی جاتی ہے۔ اشتہاروں کا اعتبار کم ہو رہا ہے جس سے مفید اشتہار بھی مشتبہ ہو کر عمومی نقاطی قرار دے جاتے ہیں اور یہ امر ایک حد تک صحیح بھی ہے۔ کہ اشتہار میں جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ اس مشتہرہ چیز کی تعریف نہیں ہوتی بلکہ معدوم شی کی صفات سے موجود شی کو موصوف کر کے ظاہر کیا جاتا ہے اسلئے سچے اور جھوٹے اشتہاروں میں فرق کرنا لوگوں کیلئے نامکمن سا ہو گیا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ میں بجز اشتہار کے اور کوئی ذریعہ بھی کسی چیز کے پبلک میں پہونچانے کا نہیں اب کیا کیا جائے۔ اور اشتہاروں میں اسقدر لفظوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ کہ کسی جدید مشتہر کو ان الفاظ سے علاوہ اپنی چیز کی عمدہ گی کا یقین دلانیکے واسطے کوئی لفظ نہیں ملتے۔ خیر جو کچھ بھی ہو ہم اپنے **فاروقی خضاب** کا اشتہار دینے سے رک نہیں سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اگر ہمارا خضاب واقعی دوسرے تمام خضابوں میں رزق کرنے والا نہ ہو تو منگانیوالا ایک دفعہ ہی منگا کر آئندہ ہمارا نام نہ لیگا۔ گو چند پیسے اسکے ایک مرتبہ ضائع ہو جائیں مگر پھر عمر بھر وہ ہمارے دام میں نہیں پھنسیگا۔ لہذا ہم ڈنکے کی چوٹ یہ اشتہار دیتے ہیں کہ ہمارا خضاب درحقیقت تمام خضابوں سے عمدہ اور بہتر اور لاجواب ہے۔ یہ دعوے ہمارا لاف وگزاف نہیں۔ بلکہ تجربہ کے بعد ہم اس امر کے اظہار کے قابل ہو گئے ہیں کہ ہمارا خضاب لاجواب ہے۔ آپ ایکبار آزما کر پھر رائے قائم کریں۔ ہمارے خضاب میں یہ خوبی ہے کہ (۱) خوشبودار ہے (۲) بالوں کو مثل قدرتی سیاہ بالوں کے سیاہ کر دیتا ہے (۳) بالوں کو سخت اور بدنما نہیں کرتا۔ ریشم سے بنا دیتا ہے (۴) دھبہ یا داغ نہیں پڑنے دیتا (۵) لگا کر باندھنے کی مصیبت نہیں (۶) التا۔ (۷) عورتوں مردوں کو خواہ کسی مذہب کے ہوں بغیر دسوسہ استعمال مفید اور یکساں ہے (۸) کسی قسم کی پھنسی یا درم وغیرہ اسکے لگانیسے نہیں ہوتا جیسا کہ بعض خضابوں کے لگانیسے ہو جاتا ہے (۹) صرف ایک شیشی کا عرق ہے (۱۰) تمام خضابوں سے مفید اور ارزاں ہے۔

قیمت ایک شیشی معہ برش وزنی ایکاونس — تین شیشی ۱۲ر

چھ شیشی ایک برش ایک درجن معہ بارہ برش محصول ۱۴ر

معہ پیکنگ ایک شیشی ۳ر تین شیشی ۶ر چھ شیشی ۱۲ر بارہ شیشی ۲۴ر

عمر اینڈ برادر فاروقی متولیان دارالفضل شہر ۱۴ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات

صلح ٹرکی قسطنطنیہ ۳۱ رمئی۔ وزیر اعظم اس ہفتہ کے اخیر میں شرائط صلح کے متعلق ٹرکی گورنمنٹ کا جواب لیکر پیرس جانے دالے ہیں۔

آیرلینڈ ۲ رجون آج صبح کو کلیرا اور گیرہل کی پولیس بارک پر چند مسلح آدمی حملہ آور ہوئے۔ خوب بندوقیں چلیں۔ ریلوے پہلے ہی سے بڑے بڑے درختوں کے ذریعہ مسدود کر دی گئی تھیں۔ لائنیں بھی توڑ پھوڑ کر برباد کر دیگئیں۔ فوج اور پولیس جائے وقوع پر بھیجی گئی۔

اسلام اور بالشویک الہ آباد ۳ رجون۔ امیر بخارا کا ذکر کرتے ہوئے ہمعصر پایونیر رقمطراز ہے کہ اس سازش کی تحقیق ایک ہندو تاجر کے ذریعہ ہوئی ہے۔ جو حال ہی میں ان مقامات سے واپس آیا ہے۔ بالشویکوں کی ان سازشوں کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمانوں میں بھی یہ خیال پھیلایا جا رہا ہے کہ بالشویک بھی اسلام کے حامی ہیں۔ اور امیر بخارا نے بالشویک اصولوں کی مخالفت کر کے اسلام کو برباد ہونے سے بچا لیا ہے۔ ان چال بازیوں کا مدعا اسکے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو امیر بخارا کے خلاف اکسایا جاوے۔ اور بخارا کی قلیل کمیونسٹ پارٹی کی اعانت کیلئے ترکستان اور کرغیز کے لوگوں کو ملا لیا جاوے۔

مگر بالشویکوں کو مسلمانوں کے ورغلانے میں ناکامی نصیب ہوئی۔ اس لئے اب انہوں نے دوسری ترکیبیں اختیار کی ہیں۔ اور امیر بخارا کی حکومت کے استیصال کے لئے از حد بے چین ہو رہے ہیں اور اس فکر میں ہیں کہ کسی طور امیر بخارا سے کچھ ایسی لغزش کرا دیجائے جس سے امیر بخارا کو پالیسی دینے کا بہانہ مل جائے۔ مگر امیر بخارا بہت بیدار مغز اور ذی ہوش فرمانروا ہیں۔ بالشویکوں کو ان کے خلاف کامیابی نہیں ہوگی۔ وسط ایشیا کے مسلمانوں پر امیر کی ایسی دھاک جمی ہوئی ہے کہ انکے سارے منصوبے خاک میں ملا دیں گے۔

نظم

آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں

حمد و تعریف خدا کرتے ہیں — بندگی اسکی سدا کرتے ہیں
ہو محمدؐ پہ صلوٰۃ اور سلام — اور احمد کی ثنا کرتے ہیں
سید القوم ہیں حضرت محمودؓ — شاخیں انکی دعا کرتے ہیں
ہم ہیں اور اسمیں ہے میثاق ولا — پس وہی عہد وفا کرتے ہیں
دین اسلام کی تبلیغ ہے کام — اپنا یہ فرض ادا کرتی ہیں
وہ اولعزم ہے ابن احمدؑ — جو اہم کام کیا کرتے ہیں
اس نے شیطاں سے کیا جنگ اعلان — فوج شیطاں سے لڑا کرتے ہیں
اسنے بھیجے ہیں مبلغ ہر سو — فرض تبلیغ ادا کرتے ہیں
آگیا حضرت احمد موعود — قادیاں میں وہ رہا کرتے ہیں
آج ہے اسکی اطاعت میں نجات — خوب سن لیں جو سنا کرتے ہیں
ہم ہیں خدام ابوبکرؓ و عمرؓ — حق خلافت کو کہا کرتے ہیں
دیکھکر ہم میں خلافت کے فتوح — رافضی آہ و بکا کرتے ہیں
سر پہ محمود کے تاج احمدؑ — دیکھکر خواجہ جلا کرتے ہیں
حضرت احمد و محمود کو بد — کہہ کے وہ ہمکو خفا کرتے ہیں
کالیاں کفر کے فتوے سنکر — ہم مگر ان سے بھلا کرتے ہیں
غیر سے ہمکو شکایت کیا ہے — ہم تو اپنوں کا گلا کرتے ہیں
نہ ادھر کے نہ ادھر کے ہیں وہ — اک تذبذب میں رہا کرتے ہیں
ہم سے کہتے ہیں کہ ہم تم ہیں ایک — ایسا ہی انکو کہا کرتے ہیں
نہ تو کافر ہیں وہ نہ مسلم ہیں — وہ منافق ہی ہوا کرتے ہیں
بنتو مصلح ہیں مگر مفسد ہیں — تفرقہ جنکا بپا کرتے ہیں
جنکو احمد نے ملایا تھا بہم — ابتو وہ انکو جدا کرتے ہیں
پاک کو کہتے ہیں ناپاک ہے جب — ایسے ناپاک مٹا کرتے ہیں
خواہش زر نے بنایا خونخوار — غیر کے گھر سے گدا کرتے ہیں
انکے مقصد کو ہے سم قاتل — نام احمد کا کیا کرتے ہیں
مرد مومن نہیں ہوتا بزدل — ہیر ہیں وہ جو ڈرا کرتے ہیں
فتح مغرب میں ہوئی کیونکہ ہمکو — نام احمد کا لیا کرتے ہیں
مسجد احمدیہ لندن میں — اس لئے آج بنا کرتے ہیں
حق کی تبلیغ میں خدام مسیح — چندہ ٹوٹہ ٹوٹہ کے دیا کرتے ہیں
کام سبقت ہے جوانمرد کا کب — وہ بھلا پیچھے ہٹا کرتے ہیں

وقت ہے کام کا اٹھو یوسف
آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں

قاضی محمد یوسف سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں

(۲) جو وفد حضرت فضل عمر ایدہ اللہ نے "معاہدہ ترکیہ" دیکھنے الہ آباد کی دعوت پر بھیجا تھا وہ مع الخیر واپس آ گیا اور الہ آباد کی کارروائی جو محض زبانی باتوں تک محدود تھی آکر سنائی اسپر غیر احمدی اخبارات جب کچھ لکھینگے تو ہم ہی اپنے ناظرین کو اوکی کہانی اوہنی کی زبانی سنا دینگے۔

(۳) تین دن سے گرمی کی شدت ہے روزہ لطف دے رہا ہے۔

(۴) الحمد للہ کہ ہمارے عربی مدرسہ احمدیہ کے پانچ طلباء بفضل و کرم امتحان مولوی فاضل میں پاس ہوئے نتیجہ اعلیٰ ہے۔

ایک مافوق العادۃ ذہین لڑکی امریکہ سے ایک عجیب و غریب لڑکی کی خبر دیگئی ہے جسکے حالات نہایت حیرت افزا ہیں۔ اسکی عمر جسوقت صرف ۴ سال کی تھی اس زمانہ میں اسنے واجبل کے قصیدوں کا ترجمہ کیا تھا۔ ۹ سال کی عمر میں اسکو لیلینڈ سٹانفورڈ ..... کی یونیورسٹی میں داخل کیا گیا تھا۔ آج کل اسکی عمر ۱۷ سال کی ہے اسی عمر میں اسنے ۱۰ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور دس ہزار شعر کہے ہیں۔ فی الحال اس نے اپنی ڈائری (روزنامچہ) شائع کی ہے۔ یہ ڈائری دو برس کی عمر سے لکھی گئی ہے۔ وہ ۱۷ زبانوں سے واقف ہے۔ اسکے مضامین مختلف اخبار و رسایل میں شائع ہوتے ہیں۔ ایڈٹ کرنے اور لکچر دینے میں بھی اسکو نہایت مہارت حاصل ہے۔

ایکہزار روپیہ جرمانہ ایک انگلو انڈین لیڈی مسز ٹامس کو ہوڑہ اسٹیشن پر کلکتہ کے محکمہ آبکاری نے گرفتار کیا۔ میم صاحبہ کے قبضہ میں ۲۰ سیر افیون برآمد ہوئی۔ ڈپٹی مجسٹریٹ ہوڑہ کی عدالت میں میم صاحبہ کو پیش کیا گیا عدالت نے ایکہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور بصورت عدم ادائے جرمانہ ۹ ماہ کی قید سخت۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۰ جون ۱۹۲۰ء

کلام الامام

از مسیح موعود علیہ السلام

ایمان ایک راز ہے یاد رکھو ایمان ایک راز ہوا کرتا ہے - جو مومن اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ہوتا ہے - اور جسکو مخلوق میں سے اس مومن کے سوا دوسرا نہیں جان سکتا - ان عند الظن عبدی بی) کی حقیقت یہی ہے - بعض اوقات وہ لوگ جو علوم حقہ اور معارف آلہیہ سے بہرہ ور نہیں ہوتے کسی مومن کے ان تعلقات کے عدم علم کیوجہ سے جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اسکو ہوتے ہیں - اسکی بعض حالتوں مثلاً معاملات رزق و معاش پر حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں - اور کبھی یہ تعجب انکو بدظنی اور گمراہی تک لیجاتا ہے - اس لئے کہ انکی نظر اپنے ہی محدود اسباب تک ہوتی ہے - اور وہ اس راز اور سر سے جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ وہ رکھتا ہے ناواقف ہوتے ہیں -

میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے اس راز کو ایسا بنائیں جو صحابہ کرام کا تھا -

وقف زندگی غرض یہ ہے کہ انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے -

میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج پر وقف کر دی ہے

در فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو انکو معلوم ہو کہ کسطرح اسلام کی زندگی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں -

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے - بلکہ بیقیاس نفع کا سودا ہے - کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر انکو اطلاع ملتی - جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے - کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے ؟ ہرگز نہیں فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - اس للہی وقف کا اجر ان کا رب دینیوالا ہے - یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے -

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسایش چاہتا ہے - اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اسکو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اسپر توجہ ہی نہ کرے کیا للہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ سو برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا - ؟ کیا صحابہ کرام اسی وقف کیوجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھیرے ؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے -

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں - ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے انکو ملجاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں -

اپنا ذاتی تجربہ اور وصیت میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مرکے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے -

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہی کہدیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا - اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے - اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگجاوے کہ وہ اسدرجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کیلئے ہیں - اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اسکی روح بول اٹھے اسلمت لرب العلمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا -

پس تم جو سلسلہ سے تعلق رکھتے ہو تم زندگی ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں - الحکم ۳۱ جلد ۴ ۱۹۰۰ء

خلافت محمود

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایم پیلم

کامل بفضل قابل الوعود کامل ترکی بہ ترکی مدلل

جواب فاضل قابل دیوبندی شیخ نا قابل تردید

بہ قیمت عصا - پتہ فاروق کی قلم سے

ایجنسی قادیان

پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک تعلیم کے خطرناک نظارے

گذشتہ سے پیوستہ

عورت کو کبھی مٹی پلید اور دکھی ماننے والی زہریلی

کوسوں میں سے ایک کا اقرار ہے۔ کہ رانڈ (بیوہ) ہونے کے بعد اسکو دوسرا خاوند کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ صبر اور استقلال سے فطرتی جذبات کو دبانیکا حکم ہے۔ مگر دوسری قوم کا اس امر سے تو اتفاق ہے کہ عورت کا ایک جون میں ایک ہی بیاہ ہو سکتا دوسرا ہرگز نہیں، اور نہ صرف عورت کا بلکہ مرد کا بھی ایک جون میں دوسرا بیاہ ہونا کسی صورت میں جائز نہیں۔ ہاں ضبط نفس اور فطرتی جذبات کو دبانے کا بھی کسی صورت میں نہ مرد کے لئے حکم ہے اور نہ عورت کے لئے۔ اسلئے مرد اور عورت کے مرنے کے بعد یا بیمار ہونیکے بعد یا اولاد کی خواہش میں اور وہ بھی محض لڑکوں کی خواہش میں دوسری ایسی عورتوں اور مردوں سے جذبات کو پورا کر سکتے ہیں۔ کہ جن سے انکا جائز تعلق یعنی نکاح کی صورت نہیں ہے۔ جس سے اس امر پر خاص روشنی پڑتی ہے کہ ہندو قوم سے آریہ قوم زیادہ تر کون اور صحیفۂ فطرت کی بیری اور سیاہ دشمن ہے وجہ یہ کہ ہندو قوم نے اپنی کج فہمی یا کوتاہ فہمی سے صرف عورت ذات کو برا اور ناقص سمجھکر اسپر ظلم و ستم کے آرے چلانے روا رکھے ہیں اسلئے اُن کا نکاح ثانی انکے نزدیک گناہ عظیم ہے مگر مرد کو نکاح ثانی کسی باکرہ عورت سے کرنیکا بالکل اختیار حاصل ہے اسلئے وہ ایک عورت کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح باقاعدہ بڑی خوشی سے کر سکتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد کے فطرتی جذبات کو جائز طور پر پورا کرنے کا خیال ہندوؤں کے بزرگوں کے زیر نظر ضرور رہا ہے۔ جس کی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے۔ کہ

۵۰ مرد کو ہی اعلیٰ اور برتر یقین کرتے رہے ہیں اور دنیا و مافیہا سب اور سکے لئے ہی جانتے و مانتے رہے جن میں سے ایک عورت بھی ہے۔ مگر عورت ذات کے فطرتی جذبات کا کچھ خیال اور گمان نہیں کیا۔ جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ عورت ذات کو کسی باغ کی مولی ہے یقین نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اسلئے اسکی فطرتی جذبات کا خیال نہ کر کے اسکو ساری عمر (بیوہ ہونے کے بعد) بغیر خاوند کے ہی رکھنے کا حکم دیا۔ اور خود عمل درآمد کر کے دکھلایا۔ جس سے ہندو صاحبان کی یہ یکطرفہ کارروائی واقعی قابل افسوس اور لائق نفرین ہے۔ ہاں مردوں کے متعلق انکا فیصلہ بے شک قابل تعریف ہے۔ اگر افسوس ہے تو صرف عورت ذات کی بے قدری کے متعلق ہے۔

لیکن آریہ سماج ایسی ناقص تعلیم کی بانی اسباتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ اسنے تو وہ راستہ بتلایا ہے کہ جس سے نہ عورتوں کو ہی سکھ ملے اور نہ مرد ہی حقیقی راحت کے وارث بن سکیں۔ چنانچہ اسکے لئے اسکا یہ حکم ہے کہ مرد رنڈوا ہو جاوے یا عورت بیمار اور حاملہ ہو تو دوسری عورت سے بغیر نکاح کے منہ کالا کرتا پھرے۔ اور اگر عورت رانڈ (بیوہ) ہو جاوے یا اسکا خاوند بیمار ہو یا اسکو اولاد (یعنی لڑکے حاصل کرنے کا شوق ہو تو نامحرم مردوں سے (جن سے اسکا نکاح باقاعدہ نہیں ہوا ہے) منہ کالا کراتی پھرے۔ اور اسطرح فطرتی جذبات کو چوپائیوں کیطرح (بلا روک ٹوک کے) حرکتیں کرنے سے باز نہ آوے۔ گویا آریہ سماج کے نزدیک انسانیت کچھ شے نہیں ہے اور نہ انسان کو انسانیت کا خیال رکھنا ضروری اور لازمی ہے بلکہ فطرتی جذبات کو ہی مقدم رکھنا ضروری ہے جیسے کہ چوپائیوں اور حیوان مطلقوں کا قاعدہ ہے۔ اور حیوانوں میں جیسے کہ ایک وقت خاص تک کے لئے نر و مادہ کا تعلق ہوتا ہے۔ اسیطرح بعینہٖ نیوگ کے فعل میں ثابت ہوتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آریہ سماج نے مرد اور عورت کو انسانیت کے اعلیٰ منار سے گرا کر گندگی کی جانگداز بھٹی میں لت پت کرنیکا سبق پڑھایا ہے اور یوں عورت اور مرد کو نہ تو نکاح اول میں آرام و چین اور سکینت قلبی میسر کرنے اور محبت کے رشتہ کو ترقی دینے کا موقعہ دیا ہے اور نہ نکاح ثانی کرنیکا حکم دیا ہے۔ بلکہ نکاح اول میں ہی تسکین قلبی اور محبت کے اعلیٰ جوہروں کے ظاہر ہونے کی راہ میں روڑا اٹکانے کا حکم دیا ہے یعنی نکاح اول میں ہی ایسی ایسی تدبیریں بتلائی ہیں کہ جس سے ایک کا دل دوسرے کی محبت میں سرشار نہ ہو سکے اور یوں اسکا دل دوسرے سے ایک خاوند کے زندگی میں تعلق پیدا کرنے سے برگشتہ اور ڈانواڈول رہے۔ جسکے باعث نہ تو وہ اپنے خاوند کے لئے باعث تسکین ہو سکے۔ اور نہ خاوند اسکے لئے۔ اور یہی وہ راہ ہے کہ جس سے خرابی اور فساد کی آگ ایسے طور پر مشتعل ہو سکتی ہے کہ جس کا علاج ہی ناممکن ہو جاتا ہے۔

بے چینی کی صورت

یہ صحیح ہے کہ جب ایک عورت کو اسکے خاوند کی زندگی میں ہی دوسرے سے تعلق جوڑنے کا حکم ملتا ہے تو لازمی اور ضروری ہے کہ وہ ممبری کی یہی رعایت کرے اور اسطرح ہوتے ہوتے آخر حالت بہت ہی نافرمان اور نکمی اور قابل نفرت ہو جاوے۔ کیونکہ ایسی صورت میں عورت صرف دس کی گنتی پوری نہیں کر سکتی

* اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اب نشر مذکور بالا کے بیان کے بموجب ابتداء میں صرف پرش ہی تھا۔ جسکے لئے ہی سب کچھ پیدا کیا گیا ہے۔ عورت ہی منجملہ اسکے ایک ہے جسکو اسی پرش نے اپنے دل بہلانے کے لئے بنایا ہے۔ اور اسی لئے تمام ہندو قوم نے اس پرش کی نسل میں سے مرد کو اسکا جیسا دیکھ دنیا و مافیہا کو اسکے لئے ہی یقین کر لیا۔ اور یوں عورت ذات کی کچھ عیثیت ہی نہیں سمجھی۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ دس سے ہی آئے اُسکا بڑھ جانا امر ممکن اور قرین قیاس ہے۔ چنانچہ کسبیوں میں یہی مرض موجود ہوکر انکو خراب و خستہ کرنے اور عزت آبرو کو برباد کرنے پر ابھارتا ہے۔ علاوہ ازیں اس صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ عورت دوسرے سے تعلق ہو جانے کے باعث اس سے خوش ہوکر اپنے خاوند کی بھی سیاہ دشمن ہو جاوے کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنے اصلی اور حقیقی خاوند سے کب کمال درجہ کی محبت کر سکتی ہے کہ جس سے اسکو ایسی راحت قلبی میسر نہ آئی کہ جسکی خاطر اسکو دوسرے مرد سے تعلق جوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔ مثلاً فطرتی جذبات کو پورا کرنے کیلئے یا اولاد حاصل کرنے کے لئے۔ . . . . . .

اس لئے لازم آیا کہ ایسے عمل۔ نکھٹو۔ اور بودے مرد کو دھتا بتائے۔ اور چونکہ ویدک تعلیم میں طلاق کا حکم نہیں ہے اسلئے ایسے سے پیچھا چھڑانے کے لئے اسکو زہر کا پیالہ پلا کر اور ہلاک کر کے آزاد ہو کر گل چھرے اوڑائے۔ یا اگر ہلاک نہ کرے تو اسکی عزت عظمت اور وقار اسکے دل میں نہ رہے۔ اور وہ اسکو کسی باغ کی مولی نہ سمجھکر اسکو ہر وقت سخت سست کہنے اور بدزبانی کرنے پر تل جاوے جس سے اسکو اپنی زندگی وبال ہو اور وہ خود ہی خودکشی کرنے پر مستعد ہو کر خودکشی کرے۔ اور یوں دنیا و فانی سے اپنا پورا پیچھا چھڑا لے۔ یہ ہے گرا گنی جی کے گنڈ کی بھینٹ ہو جاوے۔ بہرکیف یہ وہ صورت ہے کہ نہ مرد کیلئے قابل تسلی ہے اور نہ عورت کے لئے۔ کیونکہ اسمیں مرد اور عورت کی سراسر خرابی اور آوارہ گردی کا سواد ہوتا ہے

باقی دارد

ریلوے ہڑتال

لاہور میں ریلوے ہڑتال بدستور جاری ہے اور ایجنٹ ریلوے کی طرف سے جو دھمکی دی گئی تھی۔ کہ اگر ۲ جون تک ہڑتالی واپس نہ آگئے۔ تو جن مراعات کے دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ نہیں دی جائینگی۔ اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو ۱۷ مئی کے دھمکی آمیز اعلان کا ہوا تھا۔ کوئی ہڑتالی کام پر نہیں گیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ یونین کی منظوری کا سوال سب سے افضل ہے۔ اس کا پہلے فیصلہ ہونا چاہئے۔ تمام معمولی مراعات بحال کیجائیں۔ باہر سے ہڑتال کے پھیلنے کی خبریں ہر روز موصول ہو رہی ہیں۔ راولپنڈی۔ منڈرہ۔ جہلم اور ملتان میں بھی ہڑتال ہو گئی ہے۔ اور ٹھنڈہ جنکشن نے ۴۸ گھنٹوں کا نوٹس دیدیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہیں۔ کہ ہڑتال دن بدن زور پکڑ رہی ہے ؛

مسئلہ خلافت پر دکن میں نظر بندیاں اور اخراج

(مدراس ۲ جون) نظام حیدرآباد نے بعض اشخاص کے متعلق ایک فرمان جاری کیا ہے جنہوں نے سوال خلافت کے متعلق فساد کرانیکی کوشش کی تھی۔ اور ان آدمیوں کے نام بتلائے گئے ہیں۔ جنہوں نے نظام کو غیر وفادارانہ تار ارسال کئے تھے۔ اور اس فرمان میں یہ بتلایا گیا ہے کہ یہ تار بے چینی پیدا کرنیکی ایک سازش کا نتیجہ تھے۔ چنانچہ نظام حیدرآباد دکن نے ۵۔ آدمیوں کو سونا نور میں نظر بند کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ جن کے متعلق ابھی غور کیا جا رہا ہے۔ اور پانچ شخصوں کو اپنے علاقہ حکومت سے نکال دیا ہے ؛

خلافت کانفرنس الہ آباد

الہ آباد میں مرکزی خلافت کمیٹی کا جو خاص جلسہ مجوزہ شرائط صلح ٹرکی پر غور کرکے کام کا آخری پروگرام ترتیب دینے کیلئے یکم و ۲ جون کو قرار پایا تھا۔ اس نے بڑے دھوم دھام سے مسئلہ خلافت پر مشترکہ ہندو مسلم کانفرنس کی صورت اختیار کی اور مرکزی خلافت کمیٹی کا خاص جلسہ بالکل آخری وقت پر چہارشنبہ کی شب قریباً ۱۰ بجے انعقاد پذیر ہو کر نیں بجے تک جاری رہا۔ چونکہ مشترکہ کانفرنس اور خاص جلسہ مرکزی خلافت کمیٹی میں کسی اخبار کے رپورٹر کو داخل ہونیکی اجازت نہ تھی۔ اسلئے ہم ایسی طویل کارروائی کی کوئی تفصیلی تو درکنار مجمل رپورٹ دینے سے بھی مجبور ہیں۔ جو بحیثیت مجموعی دو نور روز (یکم و ۲ جون) اٹھارہ گھنٹے سے کم جاری نہیں رہی اور جس میں تمام حصص ملک کے سربرآوردہ و ممتاز ہندو مسلم لیڈروں نے شرح و بسط کے ساتھ اظہار خیالات کیا۔ لیکن ناظرین کی آگاہی کے لئے یہ ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندو لیڈران یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں نے بطور خود کیا سوچا ہے؟ اور مرکزی خلافت کمیٹی کے مرتب شدہ پروگرام پر من حیثیت القوم . . . وہ کہاں تک عمل کرنیکو تیار ہیں؟ بعض دیگر اہم پوائنٹوں کو بھی ہندو مہاسبھا قوم صاف کر لینا چاہتے تھے۔ جو ملک ہندوستان کی حفاظت اور آئندہ سیاسی نظام سے تعلق رکھتے تھے۔ آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی و لالہ لاجپت رائے صاحبان نے اپنی تقریر وں میں ان پوائنٹوں پر مسلمانوں کی پوزیشن دریافت کی اور مولوی ظفر علی خاں مولانا شوکت علی اور مولانا حسرت موہانی کی تقریروں میں اہل اسلام کے جذبات حب وطن کا پورا اطمینان دلانے کے ساتھ انکی مذہبی پابندیاں جتائی گئیں۔ اسکے بعد آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی لالہ لاجپت رائے صاحب کی پرزور تقریریں اس معاملہ میں ہندوؤں کے نقطہ نظر پر ہوئیں۔ اور آخری فیصلہ انڈین نیشنل کانگریس کے خاص اجلاس پر اٹھا رکھا گیا۔ جو ماہ اگست میں بمقام کلکتہ منعقد کیا جائیگا۔

(ہمدم)

یاد رکھنے کی بات

گورنمنٹ کی رسمی اول سے مرمتی شدہ ڈھانچہ کی مضبوطی کی مشکلات اور کامیابی کی تکلیفات سے وقت پر خلاصی اپنے رحم و کرم سے اسکو باقاعدہ ہفتہ وار نکلنے والے ہندوؤں کا چندہ ایڈیٹر پیچھے ایڈیٹر پیچھے ایڈیٹر پیچھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادری ہنیری مارٹن کلارک کی روح محمد علی صاحب میں

مباہلہ کا چیلنج جو خلیفہ ثانی نے دیا

نبوت مسیح موعود کے تصفیہ کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے امیر پیغام کو چیلنج مباہلہ دیا تو اسکے جواب میں جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا قطع نظر اس سے کہ ان کے جواب سے حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تحدی پر مہر صداقت ثبت ہو گئی۔ جو حضور علیہ الصلوۃ نے دعوت مباہلہ دیتے وقت بدیں الفاظ کی کہ "میں باوجود اپنی کمزوریوں کے جانتا ہوں خدا تعالےٰ مجھے ہی کامیاب کریگا۔ اور میں انکی بزدلیوں سے واقف ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ وہ مقابلہ سے بھاگ جائینگے اور بہانہ کرکے اس موت کے پیالہ کو ٹالنا چاہینگے"۔ اور قطع نظر اس سے کہ ان کا جواب کسقدر روحانیت اور معقولیت سے دور اور تعلیم اسلامی کے خلاف ہے۔ مولانا صاحب موصوف کو پادری ہنری مارٹن سے ایک گونہ مشابہت ہو جاتی ہے۔ قبل اسکے کہ میں دکھاؤں کہ اس جواب کے لکھنے والے میں مارٹن کلارک کی روح بول رہی ہے میں روحانی اور معقولی نقطہ خیال سے اسپر ایک نظر کرنا چاہتا ہوں۔

مولوی محمد علی کا جواب

مولوی صاحب کا جواب روحانیت سے ایسا ہی عاری ہے جیسے ایک مردہ قالب روح سے خالی ہوتا ہے۔ اور اس سے مولوی صاحب کی روحانی موت ثابت ہوتی ہے۔ مولویصاحب اسمیں تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر میری بددعا اثر کرسکتی ہے تو یہ دعا کیوں اثر نہیں کرسکتی کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ان غلطیوں سے نکالے"۔

محمد علی کا اقرار کہ میری دعا مقبول نہیں گویا

مولوی صاحب نے اس جملہ کو شرطی ترکیب میں رکھکر یہ ظاہر کیا ہے کہ میری تو دعا ہی قبول نہیں ہوتی مگر مجھے خدا کی درگاہ تک کچھ رسائی حاصل ہو اور میری دعا قبولیت کا جامہ پہن سکتی ہو تو میں بجائے موت کی طلب کے ہدائت کی درخواست کیوں نہ پیش کروں۔ مشکل تو یہی ہے کہ میرے ناد کی وہاں تک رسائی نہیں۔ پس انصاف سے کہو! کہ وہ شخص جسکی دعا قبول نہیں ہوتی وہ کیا روحانی طور پر مردہ نہیں؟ روحانی قالب کی تو روح ہی دعا ہوتی ہے۔ اگر کوئی قالب اس سے خالی ہے تو وہ مردہ قالب ہے۔ کسی مذہبی اور روحانی پیشوائے دو ہی بڑے اعجاز ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہ اسکے دوست اسکے دم سے جیتے ہیں۔ اور اسکے دشمن اسکے دم سے مرتے ہیں۔ اور وہ دم ... محیی و ممیت اوسکی دعا ہوتی ہے۔ اگر یہ ہتیار اسکے پاس نہیں تو وہ ہرگز روحانی پیشوا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی مذہب کی خدمت کر سکتا ہے۔

احقاق حق کے لئے مباہلہ ضروری ہے

اور معقولی طور پر یہ جواب ایسا کچا اور بودہ ہے کہ اس سے بڑھکر شاید ہی کوئی ہو۔ کیونکہ نزاع یہ نہیں تھی کہ کسی ادنی اعلی مسلمان یا بالخصوص فرزند مسیح موعود کے لئے بددعا کرنی پسندیدہ بات ہے یا نہیں۔ تاکہ بصورت ناپسندیدگی بجائے بددعا کے دعاء خیر کیجائے۔ بلکہ نزاع تو یہ تھی کہ حق کسطرف ہے اور وہ کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ پس وہ حق جسکے گمان اور شبہ ہونے سے ہزارہا نہیں بلکہ اکثر بنی نوع انسان کی جانوں کے ہلاک ہونیکا اندیشہ ہے اور ان کو ابدی عذاب میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اسکے اظہار اور قیام کے لئے اگر ایک جان کو ہلاک کرنے کی ضرورت پڑے تو نہ صرف پسندیدہ بلکہ نہایت ضروری اور ثواب کا کام ہے۔ وہ عضو جس سے سارے جسم کی ہلاکت کا ڈر ہے۔ اسکا کاٹ دینا ضروری ہے تاکہ باقی جسم سلامت رہے۔ کبھی کوئی لائق اور مہربان ڈاکٹر ایسا نہیں کریگا۔ کہ کاربنکل کا مریض یا مارگزیدہ کو یہ کہے کہ میں اس مہلک اور زہر آلودہ حصہ کو کاٹنا پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ میرے کاٹنے سے اچھا ہو سکتا ہے۔ تو کیوں میری دوائی سے اچھا نہیں ..... ہو سکتا۔ بلکہ اگر اسکے دل میں اس مریض کی خیر خواہی ہے اور اسکی جان کی سلامتی چاہتا ہے تو فوراً ایک تیز اوزار سے اس حصہ کو کاٹ دیگا۔ تاکہ باقی جسم ہلاکت سے بچ جائے۔ یہی حال حق کے مقابلہ میں ہے۔ حق کا دلدادہ ہمیشہ لائق اور مہربان ڈاکٹر کی مثال پر عمل کرتا ہے اور وہ کبھی بھی زید بکر کی خاطر اسپر تبر چلتا دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے اور اسکو حق کے مٹنے اور چھپنے کا رنج نہیں ہوتا۔ تو وہ اسکا خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہے۔

ہنیری مارٹن کی زبان محمد علی کے دہن میں

اب میں بتلاتا ہوں کہ کسطرح مولانا صاحب کے اندر پادری صاحب کی روح بروزی رنگ میں بول رہی ہے۔ اور کسطرح مولویصاحب نے پادریصاحب کی اقتدا میں نعل بہ نعل قدم اٹھایا ہے۔ اگر مولویصاحب کا جواب ایک حقیقی اور واقعی جواب تصور کیا جا سکتا ہے اور انکے کلام کو ایک رحیم کریم اور پاکیزہ دل سے نکلا ہوا مانا جا سکتا ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ پادریصاحب نے بھی جو جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت مباہلہ میں دیا وہ ایک واقعی اور حقیقی جواب تھا اور خود پادری صاحب بھی نہایت پاکیزہ اور رحیم کریم دل کے انسان تھے اور وہ بہت روحانی آدمی تھے۔ پادریصاحب جنگ مقدس صفحہ ۹۹ پر تحریر کرتے ہیں۔ "مباہلہ کے حق میں مختصر عرض ہے کہ لعنت دینا یا چاہنا ہمارے خدا کی تعلیم نہیں اور وہ اپنی کسی مخلوق سے عداوت نہیں رکھتا اور بلکہ اور روشنی اپنے راستوں اور ناراستوں کو برابر بخشتا ہے۔ جس مذہب میں لعنتیں جائز ہوں ان کے پیروؤں کو اختیار ہے، مانیں اور مانگیں۔ لیکن ہم شاہ سماوی کے فرزند ہیں اور جیسا ہم اپنے لئے دعائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیر رحمت اور بخشش کے طالب ہیں ویسا ہی
ملعونیت لعنت کے ہم آپ صاحبوں کے لئے
خواہاں برکت کے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنی
مجید رحمت سے صراط مستقیم آپ کو عطا کرے
اور اپنے امن و امان میں لاوے تاکہ جب
اس جہان فانی سے ملک جاودانی کو آپ
گذر جائیں تو عاقبت بخیر ہو۔ اور مولوی محمد علی
صاحب پیغام صلح مجریہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں ایک
مضمون بجواب دعوت مباہلہ حضرت خلیفۃ المسیح تحریر کرکے
شائع فرماتے ہیں "جب آپ پیشگوئی شائع کر چکے ہیں
کہ ہم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے۔ تو اب مباہلہ کی
غرض کیا ہے۔ آپ تو مسیح موعود کے فرزند ہیں۔
میں تو ادنیٰ مسلمان کیلئے باوجود اسکے کہ وہ
میرا مخالف ہو بددعا کرنی پسند نہیں کرتا آنحضرت
کو وحی الٰہی ہے ایک دفعہ حکم ہوا کہ مباہلہ کیلئے
بلاؤ مسیح موعود بھی مامور تھے ان کا کسیلئے
مباہلہ کیلئے بلانا حکم الٰہی کے ماتحت ہم یقین کرتے
ہیں مگر مجھے تو کوئی الہام نہیں ہوا اور نہ کبھی
آپ کیلئے بددعا کرونگا۔ اگر میری بددعا اثر
کر سکتی ہے تو یہ دعا کیوں نہیں اثر کر سکتی کہ
اللہ تعالےٰ آپ کو ان غلطیوں سے نکالے"۔ ناظرین آپ
ان ہر دو جوابوں کو پڑھکر سمجھ سکتے ہیں۔ دیکھیں
کسقدر تطابق ہے اور کیسی گہری مشابہت
ہے اوّل الذکر بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت عامہ
کے ماتحت مخلوق الٰہی سے محبت اور ہمدردی
کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مؤخر الذکر بھی کہتے ہیں
کہ مسیح موعود کا فرزند تو درکنار کسی ادنیٰ مسلمان
کیلئے بھی بددعا کرنی پسند نہیں کرتا۔ گویا صاحب
اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ پھر اول الذکر بھی
کہتے ہیں کہ ہم بجائے لعنت کے دعا ہی
کیوں نہ کریں کہ خدا تعالےٰ آپکو صراط مستقیم
عطا کرے اور مؤخر الذکر بھی کہتے ہیں کہ اگر میری
بددعا اثر کر سکتی ہے تو کیوں یہ دعا اثر نہیں
کر سکتی کہ خدا آپکو ان غلطیوں سے نکالے

المختصر دونوں تحریروں کا ایک ہی مضمون اور
ایک ہی انداز بیان ہے گو الفاظ میں قدرے
تغیر ہے۔ ہمارے سابق مولانا صاحب!
پس آپکے جواب سے تو صرف یہی ثابت ہوا
کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنے باپ سے ایک اور
مماثلت ہو گئی۔ اور آپکے مخالف کو مسیح موعود
کے مخالف سے اور بس۔

کیا محمد علی اہل بیت مسیح موعود سے عناد نہیں رکھتا۔

کو یہ بات بھی اچھی طرح ظاہر
ہے کہ آپ کے
مذہب میں اظہار حق
اور سلامتی حق کی

خاطر کیوں بددعا کرنی ناپسندیدہ امر ہے جبکہ
قرآن و حدیث اور کتب مسیح موعود میں یہ
طریق فیصلہ منقول ہے۔ اور انمیں سینکڑوں
بددعائیں مذکور ہیں۔ نیز یہ کہ کسقدر آپ اوپکے
مخالف کیلئے وسیع قلب رکھتے ہیں۔
اور کسقدر آپکو مخلوق الٰہی بالخصوص فرزندان
مسیح موعود سے محبت اور ہمدردی ہے جبکہ
سالہا سال کی آپ کی تاریخ زندگی ہمارے
سامنے ہے علی الخصوص ۱۹۱۴ء سے لیکر اب
تک آپ کی سوانح کے وہ صفحات جو پیغام
صلح میں زرین الفاظ سے لکھے ہوئے ہیں اور
علاوہ ازیں دیگر صفحات کتب و رسائل جن
پر آپ کے دست قلم و زبان منقش ہیں۔
سب ہمارے سامنے کھلے پڑے ہیں جنکے
پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپکا اولاد مسیح موعود
کے متعلق کیا رویہ رہا ہے۔ اگر آپکے وہ محبت
اور اخلاص بھرے الفاظ۔ وہ جوش اور
ولولے وہ سوز اور گداز۔ وہ وفور محبت کے
ترانے جو آپ نے فرزندان مسیح موعود علی
الخصوص فرزند اکبر کے تعشق میں رقم کئے ہیں
بالفاظہ درج کیا جائے تو پڑھنے والے کو
یقین ہو جائیگا کہ آپ کے دل اندر اولاد
مسیح موعود سے بجائے محبت اور ہمدردی

کے اور غربت کے سخت دشمنی۔ عداوت۔
بغض کینہ اور حسد بھرا ہوا ہے۔ مولوی صاحب!
آپکی یہ تحریر آپکے یاران صحبت کو مشکوک تو
کر سکتی ہے۔ مگر کسی اجنبی کو جسکو تاہنوز جناب کی
حسن ذاتی و اتفاقات نصیب نہ ہوئی ہو کیونکر ہم جنہوں
نے آپکے ساتھ سالہا سال بسر کئے ہیں کسطرح
آپکی طبیعت مستقیمہ کہہ سکتے ہیں۔ اور
مغلوب الغضبی کو فراموش کرکے یہ باور کریں
کہ یہ تحریر آپکی رحمدلی۔ وسعت حوصلگی اور
فرزندان مسیح موعود پر دال ہے۔

یہ غلط ہے کہ مامور ہی مباہلہ کرے

ممکن ہے کہ مولوی صاحب
یا انکا کوئی وکیل
یہ پہلو بدلے کہ بددعا سے انکار بدیں وجہ کیا ہے
کہ وہ اپنے آپ کو مامور نہیں سمجھتے دعوت مباہلہ
صرف مامور ہی دے سکتا ہے۔ جیسے کہ
انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت کو وحی الٰہی سے ایک دفعہ
حکم ہوا کہ مباہلہ کیلئے بلاؤ اور مسیح موعود بھی مامور تھے
اور مجھے تو کوئی الہام نہیں ہوا۔ گو یہ مسئلہ بھی
کہ غیر مامور مباہلہ نہیں کر سکتا۔ مولوی صاحب کا
اپنا ہی انوکھا خیال ہے اور قابل تنقید ہے بعد
تنقید دیکھا جائیگا کہ یہ کس حد تک درست ہے مگر
ہم اسکی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی یہ کہتے ہیں کہ
ان کا یہ پہلو بدلنا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ انکار
بددعا کی بنیاد انہوں نے اس بات پر ہرگز نہیں رکھی
بلکہ اس بات پر رکھی ہے کہ وہ کسی کے لئے بددعا
کرنا پسند نہیں کرتے اور ان کے مذہب میں بددعا
کرنا منع ہے جسطرح پادریصاحب کے مذہب میں
لعنت کرنا منع ہے۔ اگر آپ لوگوں کی دلجوئی کی
خاطر مان بھی لیا جائے کہ مولانا صاحب کا انکار
مباہلہ اسیوجہ سے تھا تو بھی ہم کہتے ہیں کہ یہ خوشی
بیکار عارضی خوشی ہے اور بہت ہی جلد کمزور ہونیوالی
ہے۔ کیونکہ اول تو یہ اصل ہی غلط ہے۔ اور نیز
جس بنا پر اور جس بات کی تائید میں انہوں نے اس
اصل کو مثالی رنگ میں بیان کیا ہے۔ وہ بنا ہی غلط

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ مخالفت حق تیرا سبتانا س! تو ایک اچھے بھلے دانا اور سمجھدار آدمی کی عقل پر ایسا پردہ ڈالدیتی ہے جیسے رات کی تاریکی دن کی ضیاء کو ڈھانپ لیتی ہے۔ وہ مولوی محمد علیصاحب جنکی تحریر کبھی معقولیت کا مجسمہ ہوتی تھی آج تیری اور محض تیری وجہ سے غیر معقولیت کے اسقدر تاریک گڑھے میں گرے ہیں کہ اسمیں ایک ان پڑھ دیہاتی بھی نہیں پڑ سکتا۔ اسکا قدم بھی اسکے پاس نہایت استواری سے گذر جائیگا۔

مولویصاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ آنحضرتؐ اور حضرت صاحبؑ مامور تھے اسلئے انہوں نے دعوت مباہلہ دی اور میں چونکہ ملہم اور مامور نہیں اسلئے میاں صاحب کی دعوت مباہلہ قبول نہیں کرسکتا۔ کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی عقلی ٹھوکر ہوسکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسے زید کہے چونکہ بکر طاقتور ہے اسلئے وہ دوسرے کو گرا لیتا ہے اور میں چونکہ کمزور ہوں اسلئے کبھی کسی کو نہیں گرا سکتا۔ یا جیسے اگر کسی لوہار کو کہا جائے کہ ایک چابی بنا دو تو وہ جواب میں یہ کہے کہ فلاں شخص چونکہ کمہار ہے اسلئے وہ برتن بنا سکتا ہے اور میں چونکہ کمہار نہیں اسلئے چابی نہیں بنا سکتا۔ مولانا صاحب! آپ اپنے بیان کردہ اصل کے مطابق یہ تو کہہ سکتے تھے کہ میاں صاحب چونکہ آپ مامور و ملہم نہیں اسلئے میں دعوت مباہلہ قبول نہیں کرسکتا۔ یا یہ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ میں مامور و ملہم نہیں اسلئے میں دعوت مباہلہ دے نہیں سکتا (بشرطیکہ آپ کو اپنے کسی مخالف کے مقابل پر دنیی پیرتی) مگر آپکا فریق ثانی ہو کر یہ کہنا کہ چونکہ میں مامور و ملہم نہیں اسلئے دعوت مباہلہ قبول نہیں کرسکتا۔ آپ کو زیبا نہیں دیتا۔ اگر آپ مامور نہیں تو سو دفعہ نہ ہوں مامور یت فریق اول کی شرط ہے نہ کہ فریق ثانی کی جیسے کہ آپنے آنحضرتؐ اور حضرت صاحب کی مثال دی۔

پس مامور یت اگر شرط تھی تو میاں صاحب کیلئے کیونکہ وہ آنحضرتؐ اور حضرت صاحبؑ کے مقام پر ہیں اونہوں نے دعوت مباہلہ دی ہے نہ کہ آپنے پس یہ کسقدر حق و حکمت اور عقل و نقل سے بعید بات ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنی ہیں کہ فریق ثانی ہی مامور ہونا چاہئیے۔ گویا مباہلہ دو مامورں اور ملہموں میں ہونا چاہئیے۔

مولانا صاحب! اگر حضرت صاحبؑ کے زمانہ میں جب حضورؑ نے دعوت مباہلہ دی کوئی مخالف یہ کہتا کہ چونکہ ہم مامور نہیں اسلئے آپکے مباہلہ نہیں کرسکتے تو میرے خیال میں آپکا قلم جنبش میں آتا اور ریویو میں ایک زبردست اور دھڑاکے کا آرٹیکل نکلتا۔ اور مخالفین کو ان کی اس بیہودگی کیوجہ سے شرم کے سمندر میں ڈبو دیا جاتا۔ مگر خود یہ بات کہتے ہوئے تو شاید نہیں جھجکے۔ کیا لکھا م۔ ذ ئی۔۔۔

چراغ الدین جمونی۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ۔ غلام دستگیر وغیرہ وغیرہ مامور اور ملہم تھے جن سے مباہلہ ہوا۔ پس آپ کا خیال ان بیہودہ خیالات کیطرف کسطرح چلا گیا کہ فریق ثانی بھی مامور ہونا چاہئے۔

فریقین مباہلہ کا ایک مامور ہونا ضروری نہیں

اب میں یہ بتلاتا ہوں کہ یہ اصل ہی غلط ہے کہ فریقین میں سے ایک فریق خواہ اول یا ثانی مامور و ملہم ہو۔ اس بات کے معلوم کرنیکے لئے ہمیں سب سے پہلے اس حصہ قرآن کو دیکھنا چاہئیے۔ جہاں آیت مباہلہ لکھی ہے کیونکہ کسی لفظ کے صحیح معنی وہی ہوتے ہیں جو اسکے سباق و سیاق کے مطابق ہوں۔ یہ آیت نمبر ۷ پارہ ۳ کے چھٹے رکوع میں واقع ہوئی ہے۔ اسکے ماقبل اور مابعد ہر دو رکوعات کو جب ہم پڑھتے ہیں۔ تو انمیں ایک ایک تنازع کا ذکر پاتے ہیں۔ اور خو۔

اس رکوع میں جس میں یہ آیت واقع ہوئی ہے وہاں بھی اس تنازع کا ذکر ہے۔ گویا تینوں رکوعات میں ایک ہی تنازع کا ذکر ہے پہلے رکوع میں عیسیٰ پرستی کے جھگڑے کے ابطال کیلئے اللہ تعالےٰ نے اسکی پیدائش کا اور اسکے کچھ کاموں کا ذکر کیا۔ اور بتلایا کہ وہ خالق نہیں تھا بلکہ مخلوق تھا اور معبود نہیں تھا بلکہ عبد تھا۔ گویا شرک کی تردید کی۔ اور مابعد رکوع میں بھی اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق جو یہود اور نصاریٰ میں جھگڑا تھا اسکا ذکر کرکے شرک کی تردید کی۔ جیسے کہ فرمایا وما کان ابراھیم یھودیاً ولا نصرانیاً و لٰکن کان حنیفاً مسلماً۔ وما کان من المشرکین۔ اور آخری آیت میں پھر اسی تنازع کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تشھدون۔ اور اصلی رکوع میں بھی عیسیٰ کو آدم سے مثال دیکر یہ ثابت کیا کہ وہ ایک ایسا ہی بشر تھا جیسے کہ آدم۔ اور آگے چلکر فرمایا۔ کہ حق یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اگر اب بھی کوئی فریق ضد پر اڑے اور شرک کو جائز رکھے تو اسکو مباہلہ کیلئے بلاؤ اور کہو کہ اگر مسیح خدا ہوگا تو ہم ہلاک ہو جائینگے اور اگر وما من الٰہ الا اللہ ہوا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ الی ہر سہ رکوع کے مطالعہ اور غور سے معلوم ہوا کہ مباہلہ کی کیا غرض ہے اور کن حالات اور کن شرائط کے ماتحت ہونا چاہئے۔

مباہلہ ہر ایسے مسئلہ پر ہو سکتا ہے جو ایمانی بنیاد ہو۔

لہٰذا مباہلہ کیلئے شرط جو یہاں سے معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ کسی بڑے اہم مسئلہ میں جسپر ایمان کی بنیاد ہو اور جسکے الٹنے میں بالباطل کے ساتھ بہت بڑے خطرے کا اندیشہ ہو تو اسوقت دونوں فریق آپسمیں مباہلہ کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ ایک کی ہلاکت سے باقی لوگ بچ جائیں۔ یہاں تو مامور یت یا غیر مامور یت کی کوئی شرط مذکور نہیں اور نہ ہی قرآن کریم کے کسی دوسرے حصہ میں لکھا ہے۔ کہ مباہلہ کیلئے مامور یت شرط ہے بلکہ اگر کوئی شرط ملتی ہے تو صرف یہی کہ کسی ایسے حق میں تنازع ہو جسپر مدار ایمان ہو۔ پس از روئے قرآن یہ شرط ضروری نہیں۔ اور نہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک یہ شرط ضروری ہے

مسیح موعود کے سامنے ان کے مریدوں نے مباہلے کئے۔

حقیقۃ الوحی کو کھولکر دیکھیں کہ اسمیں کسقدر حضرت صاحب کے مریدین کے مباہلے جو مخالفین کے ساتھ ہوئے درج ہیں۔ چنانچہ دو بڑے مشہور مباہلے آپ کے دارالہجرت لاہور شریف میں ہوئے۔ ایک مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی احمدی اور مولوی زین العابدین مولوی فاضل رہ مدرس انجمن حمایت اسلام کے درمیان۔ اور دوسرا منشی مہتاب علی صاحب احمدی اور فیض اللہ خاں بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۶ و تتمہ ۱۶۵

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایمان انبیاء سے مماثل ہے

اسکے بعد میں بتلانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم آپکی خاطر مان بھی لیں کہ مباہلہ کیلئے ایک فریق کا اور وہ بھی فریق اول کا جیسے کہ آپ کی رسول اللہ اور حضرت صاحب والی مثال سے واضح ہے مامور ہونا شرط ہے تو میں کہتا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعوت مباہلہ بھی اس شرط سے خالی نہ تھی کیونکہ جس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے حضور نے دعوت مباہلہ دی تھی۔ اس عقیدہ کی صحت اور صداقت پر حضور کو وہی مقام حاصل تھا اور ہے جیسے کسی مامور یا ملہم کو ہوتا ہے۔ آیت مباہلہ سے پہلی آیت میں لکھا ہے۔ الحق من ربك فلا تكن من الممترين فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ..... الخ گویا اسوقت دعوت مباہلہ دینی چاہیے۔ جبکہ متنازع فیہ حق کی حقیقت میں کوئی بھی شک نہ ہو۔ اور اسکی حقیقت پر خدا تعالیٰ سے یہی علم آچکا ہو۔ کہ جس بات پر تو قایم ہے وہی حق ہے۔ فلا تكن من الممترين پس اس مقام اور مرتبہ کا یقین رکھنے والا انسان دعوت مباہلہ دے سکتا ہے۔ گو یہ مرتبہ یقین کا مامورین اور ملہمین کو ہی ہوتا ہے مگر غیر مامورین کو بھی جزوی طور پر بعض صداقتوں میں ویسا ہی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ اپنے خطبات میں یہ فرمایا ہے کہ اگر ایک فرد بھی حضرت صاحب کی نبوت کا ماننے والا نہ رہے اور سب جہان انکی نبوت سے انکار کر دے تو میرے ایمان اور یقین میں ایک ذرہ بھی تزلزل اور اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مجھے خود خدا نے بغیر کسی واسطہ کے یہ فرمایا ہے کہ حضرت صاحب نبی تھے۔ پس میں کسطرح شک کر سکتا ہوں۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم مسئلہ نبوت میں ضرور آپ کو وہی مقام حاصل ہے جو کسی مامور یا ملہم کو ہوتا ہے۔ پس حضور دعوت مباہلہ اپنے مخالف کو دے سکتے ہیں خواہ مخالف اسکو بانوں سے ٹالدے جیسا کہ فرمایا تھا کہ وہ اس موت کے پیالہ کو ٹالنا چاہینگے۔ اور جیسے کہ قرآن میں یہی مضمون ہے کہ ان تولوا فاعلموا ان اللہ علیم بالمفسدین۔ یعنی پھر جانا انکا خاصہ ہے۔

قرآن مجید کے احکام ہر زمانے کیلئے ہیں۔

مولوی صاحب کے اس فقرہ سے کہ آنحضرت کو ایکدفعہ وحی الٰہی سے حکم ہوا کہ مباہلہ کے لئے بلاؤ" یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص تھا اور وہ بھی صرف ایک بار کیلئے گویا یہ ایک وقتی حکم تھا۔ مولانا صاحب مفسر قرآن ہو کر آپ نے کیسی غلط راہ پر قدم مارا ہے اگر یہ راہ تخصیص کھولدیجائے کہ فلاں حصہ قرآن محض رسول اللہ یا آپ کے بعد کسی مامور کیلئے مخصوص ہے تو بہت سا حصہ اسکا بیکار ہو جائیگا۔ پھر یہیں تک بس نہ ہوگی بلکہ ایک حصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کیلئے بھی مخصوص کرنا پڑیگا۔ کیونکہ سب سے اول مخاطب جنکے حالات کے ماتحت قرآن نازل ہوا وہ تو صحابہ ہی تھے۔ گویا باقی امت اور باقی زمانے قرآنی فیوض سے محروم ہو گئے۔ اگر قرآن کریم کے بعض احکام مخصوص القوم اور مختص الزمان تھے تو اسنے یہ دعا دی کیوں کئے۔ فیہا کل امر حکیم ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل۔ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا۔ انہ لقول فصل۔ حکمۃ بالغۃ۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج من الظلمات الی النور۔ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ پس یہ غلط ہے کہ مباہلہ کیلئے رسول اللہ کو ایک دفعہ حکم ہوا تھا۔ آپ یہ تو بتلائیں کہ سوائے نماز اور زکوٰۃ کے باقی اور کسقدر احکام ہیں جنکے حکم کا قرآن میں زیادہ تکرار ہے۔ اکثر وہی ہیں جنکا صرف ایک ہی دفعہ حکم ہوا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر رسول اللہ ان پر تمام عمر کاربند رہے اور باقی امت بھی اب تک ان پر عمل کرتی رہی ہے اور آپ نے بھی ان باتیوں کے متعلق جنکا کہ صرف ایک دفعہ ہی حکم ہوا یہ نہیں فرمایا کہ وہ بھی وقتی تھے پھر حکم مباہلہ کے متعلق تو حضرت صاحب بھی خصوصیت سے فرماتے ہیں کہ وقتی نہ تھا۔ جیسا کہ آپ نے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵ پر فرمایا ہے۔

"اسلام میں مباہلہ فیصلہ کن امر ہے"۔

پس حضور نے لفظ "اسلام" رکھکر مولوی صاحب کے بات کہی تردید فرمائی ہے۔ کیونکہ اسلام وقتی چیز نہیں۔ بلکہ جب تک دنیا رہیگی تب تک اسلام رہیگا۔ اور جب تک اسلام رہیگا۔ طریق مباہلہ یہی رہیگا۔ اگر صرف رسول اللہ تک ہی ہوتا تو آپ فرماتے آنحضرت کے لئے مباہلہ فیصلہ کن تھا مولوی صاحب! اس تخصیص کیوجہ سے آنحضرت کی عزت نہیں ہوتی۔ بلکہ آپ کی اسمیں کسر شان ہے۔ کیونکہ آپ رحمت للعالمین اور اسوۂ حسنہ ہو کر آئے ہیں رسول اللہ کے وجود نے تو ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا تھا۔ بلکہ ہمیشہ رہنے والی چیز جو خدا تعالےٰ کی رحمت کی موجب ہے وہ آپ کی تعلیم اور وہ احکام الٰہی ہیں۔ جو آپ لائے۔ اور انہی پر عمل درآمد سے امت تم کی رحمت اور محبت سے حصہ پا سکتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

کیا جسکی نسبت پیشگوئی ہو اس سے مباہلہ نہیں ہو سکتا

میرا یہ مضمون نامکمل رہیگا۔ اگر میں مولانا صاحب کے اس اصل کے متعلق جسپر کہ وہ کہوں جو انہوں نے اپنے پہلے فقرہ میں بیان کیا ہے یعنی یہ کہ جب کسیکے متعلق پیشگوئی کردی جائے کہ وہ تباہ ہوگا یا اگر کوئی قوم وہ مٹکرائے ٹکڑے ہو جائیگی۔ تو بعد از پیشگوئی مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا صاحب! اسقدر قرآن شریف پر وسیع نظر رکھتے ہوئے کہ اسکا انگریزی میں ترجمہ کر کے مغربی ممالک کے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور مسیح موعود کے مسیحی جانشینی کا دعویٰ رکھتے ہوئے ایسا کہنا آپ کو زیبا نہیں تھا۔ قرآن کریم میں کسقدر مخالفین کی تباہی اور ہلاکت کی پیشگوئیاں ہیں جو کہ آیت مباہلہ کے نزول سے پہلے کیگئی ہیں۔ آیت مباہلہ تو مدنی ہیں نازل ہوئی۔ مکی سورتیں تو تمام کی تمام مخالفوں کی تباہی اور اپنے اقبال کی پیشگوئیوں سے پُر ہیں۔ مدینہ میں جاکر تو ان مکی پیشگوئیوں کا ظہور اور وقوع ہوا۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ خافضۃ رافعۃ۔ ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور۔ وامنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا۔ کذالک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون و مزقتھم کل ممزق وغیرہ وغیرہ۔

پھر حضرت صاحب کے کسقدر مخالف ہلاک ہوئے جنکے متعلق آپ نے پیشگوئیاں بھی کیں پھر ان سے مباہلات بھی کئے مثال کے طور پر دو چار کے نام لیتا ہوں۔

۱۔ حضرت صاحب کی پیشگوئی لیکھرام کے متعلق ہے اسکو آپ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۷ انصار دین۔ برکات الدعا حقیقۃ الوحی میں بیان میں کہ حضور نے اسکی ہلاکت کی پیشگوئی بھی کی اور مباہلہ بھی کیا چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸۲ پر آپ فرماتے ہیں "لیکھرام کی موت سے کئی سال پہلے صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ لیکھرام گو سال ساری کیطرح ۶ سے بچ رہے گا۔ جائیگا"۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے "غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے بالمقابل تھی اور بطور مباہلہ کے تھی"۔ پس آپ ہی فرمائیں کہ یہاں پیشگوئی اور مباہلہ دونوں جمع ہوئے ہیں یا نہیں۔

۲۔ دوسری پیشگوئی حضرت صاحب کی ڈوئی کے متعلق تھی۔ افسوس مولوی صاحب کہ یہ پیشگوئی بھی مباہلہ کو ساتھ رکھتی ہے۔ چنانچہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵ پر آپ فرماتے ہیں "اگر میں اسکو مباہلے کیلئے نہ بلاتا اور اگر میں اسپر بددعا نہ کرتا اور اسکی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا۔ تو اسکا مرنا اسلام کی حقیقت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا"۔ دیکھئے یہاں لفظ بددعا بھی موجود ہے۔ جس سے آپکی روح کانپتی ہے۔

۳۔ تیسری پیشگوئی الٰہی بخش اکونٹنٹ کے متعلق تھی۔ اسکے متعلق حضرت صاحب تتمہ صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں "اور ان کو.. (الٰہی بخش کے دوستوں کو) خوب معلوم ہے کہ بٹالوی صاحب مباہلہ اور میری پیشگوئی کا نشان ہو گئے۔ اسکی موت کی پیشگوئی اور دیکھئے اربعین نمبر ۴۔ حاشیہ پر یہ الہام اسکے متعلق ہے۔ وبل لکل ھمزۃ لمزۃ نیز دوسری پیشگوئی اسکی موت کی الحکم اور بدر مارچ ۱۹۰۷ء میں۔ جہاں یہ الہام درج ہے۔ ایک موصی ہے میں اسکو ظاہر کرونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا لیکن جس نے میرا گناہ کیا میں اسکو گھسیٹونگا۔ اور اسکو دوزخم دکھاؤنگا میرا دشمن ہلاک ہو گیا ہے۔ اس لئے خدا نال جا بیا ہے۔ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ مگر اسی پر بس کرتا ہوں۔ الحر تکفیہ الاشارۃ۔ اسی بات کی تائید میں حضرت صاحب کی ایک اور عبارت بھی نقل کرتا ہوں۔ اور پھر اس مضمون کو ختم کر دونگا۔ وہ یہ کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحب اپنے اکثر الہامات اور پیشگوئیاں نقل کرنیسے پہلے جو کہ صدسے شروع ہوتے ہیں ایک بات تحریر فرماتے ہیں ۔ وہ یہ کہ "اب چند الہام الٰہی ذیل میں معہ ترجمہ لکھے جاتے ہیں ۔ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ جو مباہلہ کرنیوالے کیلئے ضروری ہوگا ۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے مضمون مباہلہ میں (جسکو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو میں نے غور سے دیکھ لیا ہے ۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے ..... الخ" ۔ اور انہی الہامات میں نمزق الاعداء کل ممزق بھی ہے پس حضرت صاحب کا مخالفین کیلئے یہ تجویز فرمانا کہ قبل مباہلہ میرے ان الہامات کو پڑھ لے ثابت کر رہا ہے کہ مباہلہ پیشگوئی کے بعد ہو سکتا ہے ۔ کیوں ان الہامات کو پڑھ کر بھی جب کوئی شخص حضرت صاحب کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھیگا تو وہ ان وعیدوں کا مستحق ہو جائیگا ۔ جو انہیں مخالفین کیلئے لکھے ہوتے ہیں ۔ گویا اسکے حق میں وہ وعید اور پیشگوئی شائع ہو گئی ۔

مباہلہ کیا ہے

اس جگہ اس بات کا بھی ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ ممکن ہے کہ مولوی صاحب یا ان کے رفیقوں میں سے کوئی یہ کہدے کہ یہاں یکطرفہ بد دعا کا ذکر ہے ۔ اور یکطرفہ بد دعا کو مباہلہ نہیں کہہ سکتے ۔ سو اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ جب حضرت صاحب نے یکطرفہ مباہلہ کو مباہلہ سمجھا اور اپنی کتاب میں ایسے مباہلہ درج کئے ہیں ۔ اور انکا نام مباہلہ تعبیر کیا ہے ۔ تو پھر آپ کیوں انکار کر سکتے ہیں ۔ پھر حضرت صاحب ایک یکطرفہ مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۵ پر فرماتے ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اس شخص پر لعنت کیگئی ہے ۔ جو جھوٹ بولتا ہے اور افترا کرتا ہے اور دوسری آیت میں اس شخص پر لعنت کیگئی ہے ۔ جو سچے کی تکذیب کرتا ہے پس یہی مباہلہ ہے" ۔

پیغامیوں کا سومناتھ توڑ دیا ۔

اے امیر پیغام اور انکے رفقاء ! یہ تھی وہ آپکی

حسن کی دیوی اور یہ تھا وہ زرین بت جسکو سومناتھ کے پجاریوں کی طرح ایک خوشنما عبارت کے مندر میں رکھکر آپ لوگ پرستش کر رہے تھے ۔ کیا آپ کو معلوم نہیں تھا کہ جب کبھی محمودی لشکر کا کوئی سپاہی اسطرف رخ کریگا تو اسکو اپنی گرز گراں سے پاش پاش کر دیگا ۔ مجھے اسوقت فسانۂ عجائب کی ایک حکایت یاد آگئی ہے وہ بالکل مناسب حال ہے ۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک عورت جادو کیوجہ سے نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل بنی ہوئی تھی ۔ اور اس اپنی مصنوعی شکل سے لوگوں کو اپنے دام تزویر میں لاتی تھی کسی دوسرے کامل مرد کو علم ہوا ۔ تو اسنے جب اپنی کلام اسپر ٹپر ہی تو اسکا سب حسن و جمال جاتا رہا ۔ اور اسکی قبیح اور بھونڈی اور بھیانک شکل سیاہ فام چہرہ لمبے لمبے سیاہ دانت ۔ موٹے موٹے اور بے ڈول ہونٹ اور بے گوشت و پوست جسم ظاہر ہو گیا ۔ یہی حال آپکے اس کلام کا تھا ۔ وہ یہی آپ کی عبارت آرائی کے جادو کیوجہ سے نہایت اچھا معلوم ہوتا تھا ۔ مگر جب اسپر حق کا جادو ٹپر ہا گیا تو اسکا تمام تار و پود ظاہر ہو گیا سچ ہے حق حق ہوتا ہے اور باطل باطل ہوتا ہے ۔ حق کے مقابلے میں باطل کبھی ٹھہر نہیں سکتا ۔ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔ فقط ۔

ہر احمدی کے پڑھنے کے قابل کتابیں

علمائے خلف ۔ اس رسالہ میں علماء حال کے ناگفتہ بہ حالات ان کی اپنی تحریروں اور شائع کردہ اشتہاروں سے لکھے گئے ہیں ۔ اور امرتسری اہلحدیث کے دس مسئلہ جھوٹ جمع کئے ہیں ۔ اسکا آجتک جواب کسی سے نہ بن سکا اور نہ آئندہ انشاء اللہ بن سکیگا ۔ قیمت ۸ر

چودھویں صدی کا یہودی ۔ مولوی ثناء اللہ کا احمدیوں کے مقابلہ میں آریہ اور عیسائیوں اور یہودی ہونیکا اپنی قلم و زبان سے اقرار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صادق ہونے کا امرتسری کی مسلمہ دلیل سے مدلل ثبوت ۔ قیمت ۴ر

النبوۃ خیر الامۃ ۔ امت محمدیہ میں نبی ہونے کا ثبوت قرآن مجید کی مفصل آیات سے اور خاتم النبیین کی لاجواب اور صحیح تفسیر اور اعتراضات مخالفین کا جواب قیمت ۸ر

ختم نبوت کی حقیقت ۔ احادیث اور اقوال صلحاء و علماء امت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں نبی ہونے کا امکان اور مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت ۔ قیمت ۸ر

حق الیقین ۔ آیت خاتم النبیین پر بطرز جدید بحث اور اس آیت سے امت محمدیہ میں ختم نبوت کا استدلال کرنے والوں کی تردید لاجواب قیمت ۱۴ر

مرقع ثنائی ۔ مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر کے اس پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۰ء کی نقل مطابق اصل اور امرتسری کے کاذب ہونے کا ثبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جواب حضرت مرزا صاحبؑ اور ثناء اللہ کا مفصل
بیان قیمت ۱۰
آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا۔ امرتسری
مولوی کے رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل اور مبسوط
اور مفصل جواب۔ ضخیم کتاب ہے قیمت عہ
محصول ڈاک بذمہ خریدار۔
منیجر فاروق۔ بک ایجنسی قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب

رباعی

کابل بھی اب تو مسلموں کا کعبہ بن گیا
ہجرت کریں یہاں سے ہر اک دل میں ٹھن گیا
جاکر یہاں سے پھر نہیں واپس ہم آئیں گے
اچھا ہوا! یہ کام جواب مفت بن گیا

محمد عبداللہ سکرٹری انجمن احمدیہ نوشہرہ

خالص ایرانی قالین

میں نے خدا کے فضل سے سرکاری ملازمت کو چھوڑ کر پنشن حاصل کر لی ہے۔ اور بلوچستان میں غالیچہ قالین کی تجارت شروع کی ہے یہاں قافلے براہ راست ایران سے قالین لیکر آتے ہیں۔ ایسے قالین خرید لئے جاتے ہیں۔ جو پنجاب اور کوئٹہ کی نسبت بہت عمدہ اور ارزاں ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں پشم دنبہ۔ عناب۔ پستہ۔ بادام چھوہارے اونی لاوینگی وغیرہ اشیاء بھی یہاں بکثرت آتی رہتی ہیں۔ جن اصحاب کو عمدہ اور ارزاں نیز قابل اطمینان اشیاء ہمچو قسم بالا کی ضرورت ہو۔ وہ بیتہ ذیل سے خط و کتابت کر کے خرید سکتے ہیں۔ امید فرما آزما کر تجربہ کر لو۔

المشتہر

بابو محمد حیات مشتہر احمدی معرفت چوہدری خدا بخش صاحب ٹھیکیدار ریل بنجیان براہ نوشکی۔ (بلوچستان)

مجرب دوائیں طلب فرمائیں

(۱) شربت فولاد۔ جو طاقت دماغ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے اعضاء رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے نی بوتل کلاں ۱ سے۔

(۲) شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت بافراغت روزانہ ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کا پرہ نہیں۔ نی بوتل کلاں ۱ سے۔

(۳) چٹنی۔ نہایت خوش ذائقہ ہے غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ نی سیر ایک روپیہ۔

(۴) بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار دور کر کے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں۔ فیدر جن ۴ر

(۵) حب قبض کشا۔ ہر قسم کے قبض کو دفع کرتی ہیں۔ اور بھوک لگاتی ہیں۔ نی درجن ۴ر

(۶) علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی۔ اور بھر ناکام رہے۔ خدا کے فضل سے اگر وہ میرا علاج شروع کر دیں تو انشاء اللہ اس قادر مطلق کے حکم سے اور حضرت مسیح موعودؑ کے صدقہ سے انکی گھر اولاد ہوگی۔ جو مفصل حالات لکھکر بھیجیں انکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و رحم سے ضرور ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پا کر ارشاد کیا ہے کہ میری تیار کردہ ادویات کو حاجتمند احباب ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں جنکی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنیپر معلوم ہو سکتی ہے ادویات مندرجہ بالا سریع التاثیر اور مفید تر ہیں محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ المشتہر حکیم نور احمد احمدی ایڈیٹر تاجدہ ہیڈیہ۔ اکولا۔ برار۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کا مصدقہ ممسیر اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا۔

سرمہ ممسیر اور ممسیر اصلاجیت

ممسیر ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممسیر پیش کیا۔ آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ ریویو میں اسے شائع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک ؛

میں اس سرمہ اور ممسیر کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہوں اس سرمہ کو استعمال کریں حضرت حکیم الامۃ نے اسکے متعلق فرمایا! برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ ہندجات۔ پھولا پڑوالی۔ سیاہ۔ اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند و دیگر امراض کے لئے مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ ۱ء۔ اصلی ممسیر کی قیمت فیتولہ ۱ء۔ یہ سرمہ جسکی آنکھیں دکھتی ہوں انکے لئے بہت مفید ہے اور مجرب اور مقوی نظر ہے۔ خصوصاً طلباء کیلئے

منفعت اسلاجیت۔ محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ شہوتی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر۔ وجذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق۔ شیخوخیت۔ فساد بلغم۔ و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و مسلسل البول و سیلان منی و بیوست اور درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود بہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول فیتولہ ۱ء

کاپتہ

احمد نور۔ کابلی۔ تاجر مہاجر قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیان پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی نے فاروق منزل سے شائع کیا)